تحریر: حافظ احمد دین رحمانی لائلپوری
تنقیح و ترتیب: اکرام اللہ ساجد کیلانی

شعبان المعظم

فضائل شعبان اور کثرتِ صیام:

شریعتِ اسلامیہ میں ماہ شعبان کو ایک ممتاز اور خاص مقام حاصل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ میں کثرت سے روزے رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی سے روایت ہے کہ:

"ما رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصوم شہرین متتابعین الا شعبان ورمضان اخرجہ الترمذی وحسنہ" (جامع ترمذی، تحفۃ الاحوذی ص ۵۱، ج ۲)

میں نے سوائے شعبان اور رمضان کے اور کسی مہینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلسل روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

حضرت عائشہ رضی سے روایت ہے کہ:

"کان یصوم شعبان الا قلیلا" رواہ مسلم" (تحفۃ الاحوذی ص ۵۱)

"یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے اکثر حصہ میں روزے رکھتے تھے"

حضرت اسامہ بن زید رضی کی ایک روایت یوں ہے:

"قال قلت یا رسول اللہ لم ارک تصوم من شہر من الشہور ما تصوم فی شعبان قال ذالک شہر یغفل الناس عنہ بین رجب ورمضان وھو شہر ترفع فیہ الاعمال الی رب العالمین واحب ان یرفع عملی وانا صائم" (ابوداؤد، نسائی، تحفۃ

الاحوذی، ج ۲، ص ۵۱)

کہ حضرت اسامہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میں نے آپ کو کسی مہینہ میں سوائے رمضان کے اتنے روزے رکھتے نہیں دیکھا جس قدر آپ شعبان میں رکھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ لوگ رجب اور رمضان کے درمیان والے مہینے شعبان کی فضیلت سے غافل ہیں۔ حالانکہ اس مہینے میں لوگوں کے اعمال بارگاہِ خداوندی میں پیش کئے جاتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے اس وقت پیش ہوں جبکہ میں روزے سے ہوں"

حضرت عائشہؓ کی روایت میں یہ بھی ہے :

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یکتب کل نفس میتۃ تلک السنۃ فاحب ان یاتینی اجلی وانا صائم (رواہ ابو یعلیٰ وتحفۃ ص ۵۱، ج ۲)

کہ اللہ تعالیٰ شعبان کے مہینہ میں آنے والے سال کے اندر اندر مرنے والوں کی فہرست تیار فرماتا ہے۔ میری خواہش ہے کہ میری موت بھی اس حال میں آئے کہ میں روزے دار ہوں۔

رمضان کے احترام میں :

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا :

"ای الصوم افضل بعد رمضان قال شعبان لتعظیم رمضان قال فای الصدقۃ افضل قال صدقۃ فی رمضان" (ترمذی)

کہ رمضان شریف کے علاوہ کس مہینہ میں روزہ رکھنا افضل ہے؟ فرمایا شعبان میں رمضان شریف کی عظمت کے لحاظ سے! پھر آپؐ سے دریافت کیا کہ کون سے مہینہ میں صدقہ کرنا افضل ہے؟ فرمایا رمضان میں!

شعبان کی پندرھویں رات (شب برات) :

شعبان کے مہینہ کی عمومی فضیلتوں کے علاوہ ایک خاص فضیلت یہ بھی ہے کہ اس میں ایک رات ایسی آتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی خصوصی رحمتوں سے نوازتا ہے چنانچہ جامع ترمذی میں ہے :

"عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تبارک وتعالیٰ ینزل لیلة النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر غنم کلب رواہ الترمذی فی قصة وقال سمعت محمدا یقول یضعف ھذا الحدیث (جامع الترمذی ص۱۵۶، ج۱)

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک قصہ کے ضمن میں فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب کو آسمان دنیا پر تشریف لاتا ہے اور بکثرت گنہگاروں کو اپنی مغفرت سے نوازتا ہے۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ:

"ایک مرتبہ رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفلی نماز پڑھی، جس میں آپؐ نے اتنا طویل سجدہ فرمایا کہ مجھے خیال آیا، کہیں آپؐ کی روح پرواز نہ کر گئی ہو۔ چنانچہ میں نے آپؐ کو ہلایا تو معلوم ہوا، آپؐ سجدے کی حالت میں دعا کر رہے تھے۔ پھر جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے فرمایا، "اے عائشہؓ! آج شعبان کی پندرھویں رات ہے۔ اس رات اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر خصوصی توجہ ہوتی ہے، مغفرت طلب کرنے والوں کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور رحمتوں کے طلب گار رحمتوں سے نوازے جاتے ہیں۔"

رحمتوں سے محروم بدقسمت لوگ:

(۱) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

قال یطلع اللہ الی جمیع خلقہ لیلة النصف من شعبان فیغفر لجمیع خلقہ الا لمشرک او مشاحن رواہ الطبرانی فی الاوسط وابن حبان فی صحیحہ"

(الترغیب والترھیب ص۱۱۸، ج ۲، طبع مصر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شب برات (شعبان کی پندرھویں رات) میں اپنے بندوں کی طرف خاص توجہ فرماتا ہے اور مشرک اور کینہ توز کے علاوہ تمام کو بخش دیتا ہے۔"

(۲) "عن ابی ثعلبة رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یطلع اللہ الی عبادہ لیلة النصف من شعبان فیغفر للمؤمنین ویمھل الکافرین ویدع

الحقد لحقد هم حتیٰ یدعوه قال المنذری اسناده لا باس به وقال البیهقی وهو ایضا بین مکحول وابی ثعلبة مرسل جید"

کہ اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو مومنوں کو بخش دیتا ہے اور کافروں کو مہلت دیتا ہے اور کینہ پرور لوگوں کو ان کے کینہ کی وجہ سے کینہ چھوڑنے تک معلق رکھتا ہے۔" (تحفۃ الاحوذی ص۵۳ ج ۲ بحوالہ الترغیب ص ۱۶۴، ج ۲)

علاوہ ازیں کئی اور روایات بھی اس سلسلہ میں وارد ہیں جن کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اس بے انتہا برکات کی حامل رات میں بھی بعض لوگ ایسے ہیں جو خصوصی فضل و کرم اور عفو و مغفرت سے محروم رہتے ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے :

۱۔ مشرک

۲۔ کینہ پرور (مسلمان بھائی سے بغض و عناد رکھنے والا)

۳۔ زانیہ عورت

۴۔ ناحق کسی مسلمان کو قتل کرنے والا۔

۵۔ پائجامہ، شلوار یا تہ بند نیچے لٹکانے والا۔

۶۔ قطع رحمی کرنے والا

۷۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا۔

۸۔ شراب کا عادی۔

"لیلۃ مبارکۃ" سے شب برات مراد لینا صحیح نہیں!

قرآن مجید میں ہے : ——————— "حٰمٓ والکتاب المبین ٥ انا انزلناه فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین ٥ فیها یفرق کل امر حکیم ٥ امرا من عندنا انا کنا مرسلین" (الدخان)

روشن کتاب کی قسم ہے، یقیناً ہم نے اسے برکت والی رات میں نازل کیا ہے بیشک ہمارا مقصود ڈرانا ہے، اس رات میں حکمت پر مبنی ہر کام نپٹایا جاتا ہے ہماری طرف سے بذریعہ حکم، کیونکہ ہم رسول بھیجنے والے تھے!"

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کی دو رائیں ہیں :

۱- اس مبارک رات سے مراد شب برات ہے جو شعبان کی پندرھویں رات ہے.. مگر یہ قول مرجوح ہے -

۲- جمہور مفسرین کے نزدیک اس مبارک رات سے مراد لیلۃ القدر ہے جو رمضان شریف کے آخری دہے (عشرے) کی کسی طاق رات میں ہوتی ہے . . . اور یہی رائے صحیح ہے - چنانچہ ابن کثیر فرماتے ہیں :

"من قال انہ لیلۃ النصف من شعبان فقد ابعد فان نص القرآن انھا فی رمضان" (تفسیر سورۃ الدخان لابن کثیر)

یعنی اس رات سے شبِ برات مراد لینا صحیح نہیں کیونکہ یہ قرآنی نص سے دور کی بات ہے -

اور وہ نص ہے : شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن" (البقرۃ)

کہ " رمضان کے مہینہ میں ہی قرآن نازل کیا گیا ہے "

. . . اور ظاہر ہے کہ شبِ برات . نان میں نہیں بلکہ شعبان میں ہوتی ہے -

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے :

"قال جماعۃ من السلف ان المراد فی الآیۃ ھی لیلۃ النصف من شعبان الا ان ظاھر القرآن بل صریحہ یردہ لافادتہ فی آیۃ انہ نزل فی رمضان" (تحفۃ الاحوذی ، ص ۵۳ ، ج ۲)

یعنی سلف کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ اس رات (لیلۃ القدر) سے مراد شبِ برات ہے . . . مگر قرآن پاک کی صریح نص ان کے دعویٰ کے خلاف ہے "

پس اس آیت میں مذکور رات سے مراد لیلۃ القدر ہے ، شبِ برات نہیں - تاہم شبِ برات (شعبان کی پندرھویں رات) کے متعلق وارد ہونے والی روایات (اگرچہ یہ فرداً فرداً کمزور ہیں) کے مجموعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رات کی کچھ نہ کچھ مخصوص فضیلت ضرور ہے - اس لئے اس رات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر، اس کے سامنے آہ و زاری، دعائیں، تلاوت اور عبادت مستحب ہیں -

شب برات میں مخصوص نمازوں کی حقیقت :

بعض لوگ شب برات میں کچھ مخصوص نمازوں کا حکم بتلاتے ہیں - حالانکہ یہ غلط ہے - ان لوگوں

کے دعوے کی بنیاد درج ذیل حدیث ہے:

"من صلی لیلة النصف من شعبان ثنتی عشرة رکعة یقرء فی کل رکعة قل هو الله احد ثلثین مرة لم یمت حتی یری مقعده من الجنة ویشفع من اهل بیته کلهم وجبت لهم النار اخرجه ابن الجوزی بسنده وقال انه موضوع وفی سنده مجاهیل واقره السیوطی وابن عراق وابن حجر وغیرهم والآثار المرفوعه ص ۷۷"

کہ شب برات کو جو شخص ۱۲ رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ اخلاص تیس تیس مرتبہ پڑھے تو وہ اس وقت تک نہ مرے گا جب تک اپنا ٹھکانہ جنت میں نہ دیکھ لے اور وہ اپنے گھر کے دس دوزخیوں کی سفارش کرے گا۔"

مگر یہ حدیث جو ابی ہریرۃ رضؓ سے منسوب کی جاتی ہے، بالکل جھوٹی ہے اور بقول ابن جوزی، سیوطی وغیرہ موضوع ہے۔ لہٰذا ایسی نمازیں بدعت ہیں۔

اسی طرح کی من گھڑت ایک اور روایت ہے جو حضرت علیؓ سے منسوب ہے کہ:

"جو شخص اس رات کو سو رکعت نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سو فرشتے بھیج دیتا ہے، تیس تو جنت کی نوید سناتے ہیں، تیس دوزخ سے امن دیتے ہیں، تیس دنیا کی آفتوں سے اس کو محفوظ رکھتے ہیں اور باقی دس اس کو شیطان کی مکاریوں سے بچاتے ہیں۔"

یہ حدیث بھی موضوع اور لا اصل ہے۔ سیوطی، ابن حجر مکیؒ اور ابن عراقؒ نے بھی اس کے موضوع ہونے کی تائید کی ہے۔

پندرہ شعبان کا روزہ!

جس طرح پندرھویں شعبان کی رات کی نمازوں کی روایتیں موضوع اور بے اصل ہیں، اسی طرح صبح کو روزہ رکھنا بھی کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اور جو ایک آدھ روایت اس سلسلہ میں ملتی ہے، وہ کسی کام کی نہیں!

حلوہ مانڈہ!

مسلمانوں کی یہ بدقسمتی ہے کہ ان کی شرعی چیزیں بھی بدعات اور ہندو تہذیب کے اثرات

سے محفوظ نہیں رہ سکیں اور ہم بغیر کسی شرعی بنیاد کے ان کو اس حد تک اپنا لیتے ہیں کہ یہ بدعات بھی گویا اصل کا جزو معلوم ہونے لگتی ہیں۔ لیکن جہاں کسی نے ان کے بے بنیاد ہونے کی طرف توجہ دلائی، وہیں اس نے "وہابی" کا خطاب پایا۔ سوال یہ ہے کہ ہر معقول بات کہنے والا "وہابی" کیوں بن جاتا ہے؟ صرف ایک ہی وجہ سمجھ میں آتی ہے کہ "وہابیوں" کی بروقت تنبیہ سے شکم پرست نام نہاد علماء کو دوزخِ شکم کا ایندھن کم ہوتا نظر آتا ہے اور وہ اس آخری حربہ (وہابی کا خطاب دینے) سے اپنی مستقل آمدنی کو ایک طرح سے محفوظ کر لیتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ حلوہ مانڈہ ہندوؤں کی اس رسم کے اثرات کا نتیجہ ہے جو وہ سال میں ایک بار حلوہ پوڑی پکا کر بچوں، بزرگوں اور بھکوں کو کھلاتے ہیں۔ لیکن بعض حلوہ خور ملاؤں کی جرأت اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ وہ اسے "سنت" قرار دینے لگے ہیں۔ دلیل یہ دی جاتی ہے کہ جنگ احد میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے، تو آپؐ نے منہ کی تکلیف کی وجہ سے حلوہ تناول فرمایا تھا۔ بتائیے بھلا اس جواب کا کوئی تک ہے؟ نبی اکرمؐ نے تو حلوہ دانت شہید ہونے اور منہ کی تکلیف کی وجہ سے تناول فرمایا تھا، آپ کے کونسے دانت ٹوٹے اور آپ کے منہ کو کیا تکلیف ہے؟ کیا صرف چٹخارے کی، یا اور بھی کوئی وجہ ہے! اور پھر غزوۂ احد تو گیارہ شوال کو ہوا تھا، پندرہ شعبان کو حلوہ کھانے کا کیا جواز ہے؟

چراغاں اور آتش بازی:

دوسری بدعات کی طرح اس رات میں چراغاں اور آتش بازی کا بھی خوب اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس میں اسراف کے علاوہ ——— جو شریعتِ اسلامیہ میں ممنوع ہے ——— ہر سال کئی قیمتی جانوں کا اتلاف بھی ہوتا ہے۔ یہ رسم بد سوائے برصغیر ہند و پاک کے کسی اسلامی ملک میں نہیں پائی جاتی . . . اور یہ بھی دراصل ہندوؤں کی دیوالی اور برامکہ ایسے مجوسی نہاد کی نار پرستی کا نتیجہ ہے۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ جو لوگ اسے بالکل پسند نہیں کرتے ان کے بچے بھی دوسروں کی دیکھا دیکھی اس قبیح فعل سے باز نہیں رہ سکتے اور یہی بچے بڑے ہو کر اس کو جائز سمجھنے لگتے ہیں۔ اس کا واحد حل یہی ہے کہ حکومت سرے سے آتش بازی کا سامان تیار کرنے پر ہی پابندی لگا دے تاکہ ملکی معیشت کو آگ کی نذر ہونے سے محفوظ رکھنے کے ساتھ ساتھ انسانی جانوں کا تحفظ بھی ہو سکے، وما علینا الا البلاغ!